10488- نفاس کی حد چالیس یوم ہے

سوال

نفاس کی زیادہ سے زیادہ حد کتنی ہے ؟

پسندیدہ جواب

اس مسئلہ میں علماء کرام کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے :

1- اکثر اہل علم کے ہاں نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس یوم ہے چنانچہ اگر چالیس یوم سے زیادہ کو استحاضہ شمار کیا جائیگا، لیکن اگر حیض اس کے ساتھ ہی مل جائے تو اسے حیض شمار کیا جائیگا.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ سے مشہور روایت یہی ہے جیسے امام ترمذی نے سنن ترمذی میں سفیان اور ابن مبارک اور اسحاق وغیرہ اکثر اہل علم سے بیان کیا ہے.

2- امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد ایک روایت میں کہتے ہیں کہ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت ساٹھ یوم ہے.

3- اور حسن بصری کہ کہنا ہے کہ : چالیس سے پچاس یوم تک نفاس ہے اور اس سے زائد استحاضہ شمار ہوگا.

4- اس کے علاوہ بھی کئی ایک اقوال ہیں جو کہ اجتہادات ہیں جن کی کوئی صحیح دلیل نہیں، صرف پہلے قول کی دلیل درج ذیل حدیث ہے :

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ :

" نفاس والی عورتیں چالیس یوم تک انتظار کریں "

اسے ابن جارود نے المنتقی میں روایت کیا ہے.

اور ترمذی وغیرہ میں مسۃ ازدیہ سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا فرمان ہے :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نفاس والی عورتیں چالیس یوم بیٹھا کرتی تھیں، اور ہم کلف کی بنا پر اپنے چہروں پر ورس ملا کرتی تھیں "

اسے احمد، ابو داود، ترمذی، اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے.

اس کی سند میں اختلاف ہے، ابن قطان نے " الوھم والایھام " میں اور امام ابن حزم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، اور امام حاکم نے اسے صحیح اور نووی وغیرہ نے اسے حسن قرار دیا ہے.

ابن عبد البر رحمہ اللہ " الاستذکار " میں لکھتے ہیں :

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت کے مسئلہ میں کوئی جگہ اتباع اور تقلید کے لائق نہیں، صرف جس نے چالیس یوم کا کہا ہے اس کی بات تسلیم کی جائیگی، کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، اوران میں سے اس قول کا کوئی مخالف نہیں.

اس کے علاوہ باقی جتنے بھی اقوال ہیں وہ صحابہ کے علاوہ دوسروں کے ہیں اور ہمارے نزدیک ان کی مخالف کرنا جائز نہیں، کیونکہ صحابہ کرام کا اجماع بعد والوں کے لیے حجت ہے، اور نفس کو بھی ان پر اطمنان حاصل ہوتا ہے، سنت اوران کے علاوہ کسی ایسی چیز کی طرف کیسے التفات ہوسکتا ہے جس کی کوئی اصل ہی نہ ہو.

اور یہ قول ہی صحیح ہے اس کی کئی ایک وجوہات ہیں :

پہلی وجہ :

یہ قول صحابہ کرام کا ہے، اوران کا کوئی مخالف نہیں.

دوسری وجہ :

اس مسئلہ میں ان ایام کی تحدید ضروری ہے جس میں نفاس والی عورت بیٹھے گی، اور صحابہ کرام کے اقوال کے علاوہ کسی اور کے قول کی طرف تجاوز کرنا جائز نہیں.

تیسری وجہ :

ڈاکٹروں اور طبیبوں کا بھی قول یہی ہے، جوکہ خون کی معرفت رکھنے والے ہیں اوراس میں مختص ہیں، چنانچہ ان کا قول ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اوراکثر اہل علم کی رائے کے موافق ہے.

لیکن اکثر اہل علم کے ہاں نفاس کی کم ازکم مدت مقرر نہیں، چنانچہ جب عورت کا خون رک جائے تو اس کے لیے غسل کرکے نماز اور روزہ کی ادائیگی ضروری ہے.

امام ابو عیسی ترمذی رحمہ اللہ نے جامع ترمذی میں صحابہ کرام اور تابعین اوران کے بعد والے اہل علم کا اجماع بیان کیا ہے کہ :

نفاس والی عورت چالیس یوم تک نماز روزہ ترک کرے گی، لیکن اگر وہ اس سے قبل پاک صاف ہوجائے تو غسل کرکے نماز روزہ کی ادائیگی کرنا ہوگی"

واللہ اعلم.